بیک گراونڈ پیپر

پاکستان میں قومی اور صوبائی مقننہ کی حاکمیت کو تقویت دینے کا منصوبہ

تخفیفِ افلاس کیلئے بجٹ سازی

پلڈاٹ
پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ
اینڈ ٹرانسپیرینسی

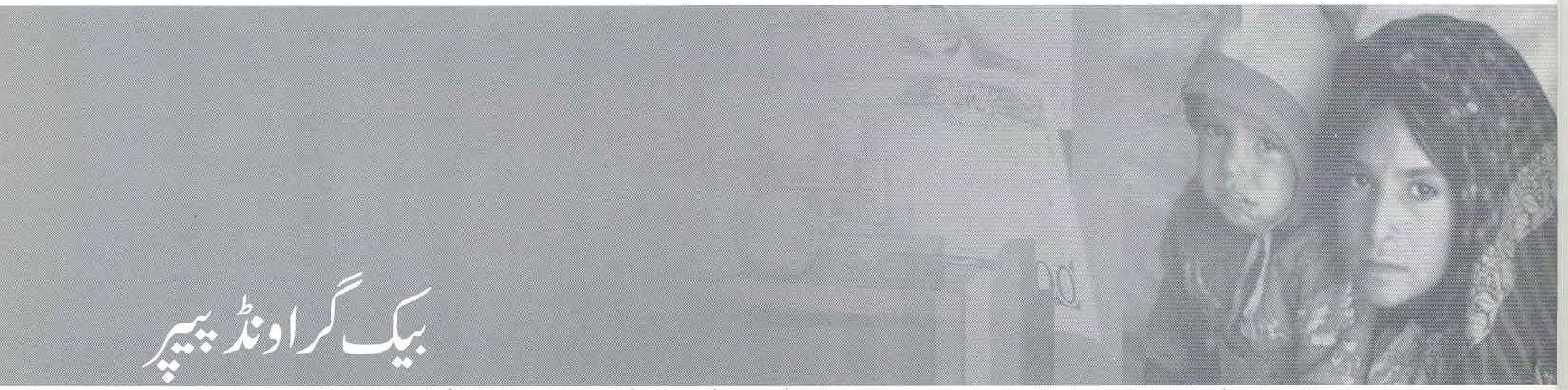

پاکستان میں قومی اور صوبائی مقننہ کی حاکمیت کو تقویت دینے کا منصوبہ

تخفیفِ افلاس کیلئے بجٹ سازی

پلڈاٹ
پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ
اینڈ ٹرانسپیرینسی

تیار کردہ

پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ اینڈ ٹرانسپیرنسی-پلڈاٹ

بطور رکن پاکستان کنسورشیم برائے تقویت مقننہ-پی ایل ایس سی

اس کتابچے کی اشاعت کے لئے امریکہ کی ایجنسی برائے بین الاقوامی ترقی-یوایس ایڈ نے ایوارڈ نمبر
391-A-00-03-01012-00 کے تحت اعانت فراہم کی۔ اس میں پیش کئے گئے خیالات مصنف
کے اپنے ہیں اور پلڈاٹ، پی ایل ایس سی اور یوایس ایڈ کا ان سے اتفاق ضروری نہیں

شائع کردہ

پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ اینڈ ٹرانسپیرنسی-پلڈاٹ

5-اے، ظفر علی روڈ، گلبرگ-V، لاہور، پاکستان

جون 2004ء

مندرجات

اختصارات ومترادفات
پیش لفظ
مصنف کا سوانحی خاکہ

1۔ تعارف 09
2۔ تاریخی جائزہ 09
3۔ افراطِ زر اور مفلسین 11
4۔ افلاس کا ایک پیمانہ 13
5۔ افلاس میں اضافے میں عدم مساوات کا عامل 15
6۔ بجٹ کا کردار 16
7۔ کرنے کا کام 20

جدول

خاکہ نمبر 1۔ آبادی کے فیصدی کے حساب سے مفلسین کی تعداد 09
جدول نمبر 1۔ استحکام کے چند اشاریوں کی کیفیت 10
جدول نمبر 2۔ نمو کے منتخب اشاریوں کی کیفیت 11
جدول نمبر 3۔ صنعتی شعبے کی پیداواری لاگت کے عناصر کے رجحانات 12
جدول نمبر 4۔ آبادی کے سب سے کم آمدنی والے پانچ گروپ۔اخراجات میں حصہ 13
جدول نمبر 5۔ آبادی کے امیر ترین پانچ گروپ۔اخراجات میں حصہ 13
جدول نمبر 6۔ آمدنی کے لحاظ سے گروپوں کے گھریلو بجٹ میں حصہ 14
جدول نمبر 7۔ غریبوں کی شرح 15
جدول نمبر 8۔ عدم مساوات کے پیمانے 16
خاکہ نمبر 2۔ نمو کی اوسط شرحیں 18
خاکہ نمبر 3۔ سیلز ٹیکس اور درآمدی ڈیوٹی سے حاصل ہونے والی رقوم کا رجحان 18
جدول نمبر 9۔ اخراجات میں حقیقی سالانہ اضافہ 19

اختصارات ومترادفات

جی ڈی پی	گراس ڈومیسٹک پراڈکٹ (مجموعی ملکی پیداوار)
جی این پی	گراس نیشنل پراڈکٹ (مجموعی قومی پیداوار)
ایچ آئی ای ایس	ہاؤس ہولڈانٹگیر ٹیڈ اکنامک سروے (خاندانوں کا مربوط معاشی سروے)
این جی او	نان گورنمنٹ آرگنائزیشن (غیر سرکاری تنظیم)
پلڈاٹ	پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ اینڈ ٹرانسپیرنسی (ادارہ تقویت وشفافی مقنّنہ)
پی ایل ایس سی	پاکستان لیجسلیٹو سٹرینتھنگ کنسورشیم
ایس پی ڈی سی	سوشل پالیسی اینڈ ڈویلپمنٹ سنٹر (ادارہ برائے سماجی پالیسی وترقی)

پیش لفظ

’’بجٹ سازی برائے تخفیف افلاس‘‘ اس مقصد سے تحریر کیا گیا ہے کہ یہ ایک ایسی دستاویز کا کام دے جس سے افلاس کی گنجلک صورتحال پر اراکین پارلیمنٹ کی آگہی میں اضافہ ہو اور بجٹ میں غریب نواز پالیسیوں کی تشکیل کے عملی طریقوں کی وضاحت کی جائے۔ یہ بریفنگ پیپر ملک کے ممتاز ماہر معاشیات اور سوشل پالیسی ڈویلپمنٹ سنٹر (ایس پی ڈی سی) کے مینجنگ ڈائریکٹر جناب قیصر بنگالی نے تحریر کیا ہے۔ اس میں انہوں نے پاکستان میں افلاس کی صورتحال پر اپنا تجزیہ پیش کیا ہے اور ترقی اور تخفیف افلاس کے لئے بجٹ میں رقوم مختص کرنے کی اہمیت بیان کی ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ بریفنگ پیپر سے مزید مباحثے کی راہیں کھلیں گی۔ ہم اس موضوع پر دیگر آراء کا خیر مقدم کریں گے۔

بجٹ ایک اہم پالیسی دستاویز ہے جس میں حکومتی ترجیحات کا تعین کیا جاتا ہے اور معیشت کی سمت طے کی جاتی ہے۔ اس میں حکومت کی معاشی پالیسیوں اور مقاصد کے پس پردہ کارفرما بنیادی اقدار کی عکاسی ہوتی ہے۔ منتخب نمائندوں کی حیثیت سے اراکین پارلیمنٹ ان مقاصد اور ترجیحات کی تشریح و توضیح میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اس امر کو یقینی بنانے کے لئے کہ بجٹ قومی ضروریات سے ہم آہنگ ہو، پارلیمنٹ مناسب ترین فورم ہے۔ اس لئے یہ بہت ضروری ہے کہ پارلیمنٹ بجٹ سازی کے عمل اور بجٹ میں رقوم مختص کرنے کے سلسلے میں فعال کردار ادا کرے۔ تاہم اس کردار کی موثر ادائیگی کے لئے ضروری ہے کہ اراکین پارلیمنٹ کو تحقیق کی سہولتیں اور معاونت فراہم کی جائے۔ پلڈاٹ کا نصب العین یہ ہے کہ اہم پالیسی امور پر اراکین پارلیمنٹ کو جامع، ٹھوس اور تازہ ترین معلومات فراہم کی جائیں تاکہ ان کی علمی بنیادوں کو وسعت ملے اور وہ قانون سازی، پالیسی سازی اور نگرانی کے فرائض کی موثر ادائیگی کے لئے مکمل طور پر تیار ہوں۔

پلڈاٹ اس بریفنگ پیپر کی تیاری پر جناب قیصر بنگالی مینجنگ ڈائریکٹر ایس پی ڈی سی اور ان کی معاونت کرنے والے محققین کی ٹیم کا ممنون و متشکر ہے۔

پلڈاٹ اور اس کے محققین کی ٹیم نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ اس بریفنگ پیپر کے مندرجات بالکل درست ہوں۔ تاہم ہم کسی غلطی یا کمی کی ذمہ داری قبول نہیں کرتے کیونکہ اگر کہیں ایسا ہوا بھی ہے تو وہ ارادی نہیں۔

اس بریفنگ پیپر میں پیش کئے گئے خیالات مصنف کے اپنے ہیں اور پلڈاٹ، پی ایل ایس سی یا یو ایس ایڈ کا ان سے اتفاق ضروری نہیں۔

لاہور

جون 2004ء

مصنف کا سوانحی خاکہ

ڈاکٹر قیصر بنگالی سوشل پالیسی اینڈ ڈویلپمنٹ سنٹر کراچی کے مینجنگ ڈائریکٹر ہیں۔ آپ نے بوسٹن یونیورسٹی سے ایم اے کرنے کے بعد کراچی یونیورسٹی سے معاشیات میں پی ایچ ڈی کیا۔ آپ نے 79-1995ء کے دوران کراچی یونیورسٹی کے اطلاقی معاشیات کے تحقیقی مرکز میں ریسرچ اکانومسٹ اور اسسٹنٹ پروفیسر کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں۔ اس دوران آپ مائیکرو اکنامکس، شہری معاشیات اور سرکاری صنعتوں کے مضامین کی تدریس کرتے رہے۔ آپ نے پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف لیبر، ایجوکیشن اینڈ ریسرچ میں ایک سیمینار کورس بھی پڑھایا اور کراچی یونیورسٹی کے شعبہ معاشیات میں اکنامکس آف پلاننگ میں بھی تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔

زمانہ تدریس میں ڈاکٹر قیصر بنگالی نے سوئٹزرلینڈ میں یونیورسٹی آف جنیوا کے Institute Universitaire Du Etudes Du Developement میں لیکچر بھی دیئے۔ آپ برطانیہ کی یونیورسٹی آف Sussex کے انسٹی ٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ سٹڈیز کے وزیٹنگ فیلو کی حیثیت سے بھی خدمات سرانجام دے چکے ہیں۔

ڈاکٹر بنگالی نے 30 سے زیادہ تحقیقی مقالے لکھے جو مختلف قومی اور بین الاقوامی جرائد اور کانفرنسوں نے شائع کئے۔ آپ نے عالمی بنک، انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن اور اقوام متحدہ کے ورلڈ فوڈ پروگرام سمیت متعدد تنظیموں کے لئے بیس سے زیادہ مشاورتی خدمات بھی سرانجام دیں۔

ڈاکٹر بنگالی دو کتابوں "Why Unemployment?" اور "The Politics of Managing Water" کے مصنف بھی ہیں۔

1۔ تعارف

پاکستان میں غربت کی شرح کے متعدد اندازے ہیں جو 32 فیصد سے لے کر 40 فیصدی تک ہیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ پانچ کروڑ سے زیادہ افراد غربت کی زندگی بسر کررہے ہیں۔ 1988ء میں یہ شرح 17 فیصدی تھی اور غربت کی سب سے اونچی سطح 1970ء میں 47 فیصدی تھی۔ [ملاحظہ ہو خاکہ نمبر1] غربت کی شرح میں اتار چڑھاؤ کا تعلق سیاسی معیشت سے ہے جو ملک کے مختلف ادوار سے عبارت رہی ہے۔

2۔ تاریخی جائزہ

پاکستان میں معاشی ترقی کے حوالے سے 1960ء کا عشرہ سنہری دور گنا جاتا ہے۔ اس عشرے میں زراعت، صنعت، بجلی کی پیداوار اور مواصلات کے شعبوں میں نمایاں ترقی ہوئی۔ معاشی سہولتوں اور پیداواری گنجائش کے لحاظ سے اثاثوں کی فقید المثال تخلیق اس دور کی اہم ترین کامیابی کہی جاسکتی ہے۔ بدقسمتی سے سرمایہ کاری کے فوائد، دولت کی تقسیم کے فوائد سے ہم آہنگ نہ ہوسکے کیونکہ ترقیاتی عمل کے نتیجے میں مختلف علاقوں اور آمدنی کے لحاظ سے مختلف گروپوں میں عدم مساوات بڑھ گئی۔ ایک طرف تو اس عشرے میں مشہور عام 22 خاندان پیدا ہوئے جو غیر زراعتی مال و جائیداد کے تین چوتھائی پر قابض تھے، دوسری طرف صنعتی مزدوروں کی قوت خرید میں ایک تہائی کمی واقع ہوئی۔ یہ کوئی حیران کن بات نہیں کہ خط افلاس سے نیچے زندگی بسر کرنے والوں کی شرح جو 1964ء میں 40 فیصد تھی۔ 1968ء میں بڑھ کر 44 فیصدی ہوگئی۔ غیر مساوی نمو کے نتیجے میں دولتمند طبقے کی زندگیاں انقلاب آشنا ہوئیں مگر علاقائی اثرات یہ ہوئے کہ خانہ جنگی شروع ہوگئی اور مشرقی پاکستان الگ ہوگیا۔

1972ء سے 1977ء تک کے عرصے پر دو قسم کی آراء پائی جاتی ہیں۔ کم آمدنی والے طبقے کی رائے میں یہ ملکی ترقی کا سنہری دور تھا جبکہ اس کے برعکس زیادہ آمدنی والے طبقوں کی رائے بلکہ متضاد ہے، اس طبقے کی رائے ہے کہ اس دور کی پالیسیوں، بالخصوص صنعتوں اور مالیاتی اداروں کو قومیانے کی پالیسی نے ملکی معیشت کو تباہ کرکے رکھ دیا۔ آراء مفادات سے وابستہ ہوتی ہیں اور یہ بات قابل فہم ہے کہ آمدنی کے لحاظ سے دو انتہاؤں والے طبقوں کی آراء اور مفادات یکسر متضاد ہوتے ہیں۔ ضرورت اس

خاکہ نمبر 1: آبادی کے فیصدی کے حساب سے مفلسین کی تعداد

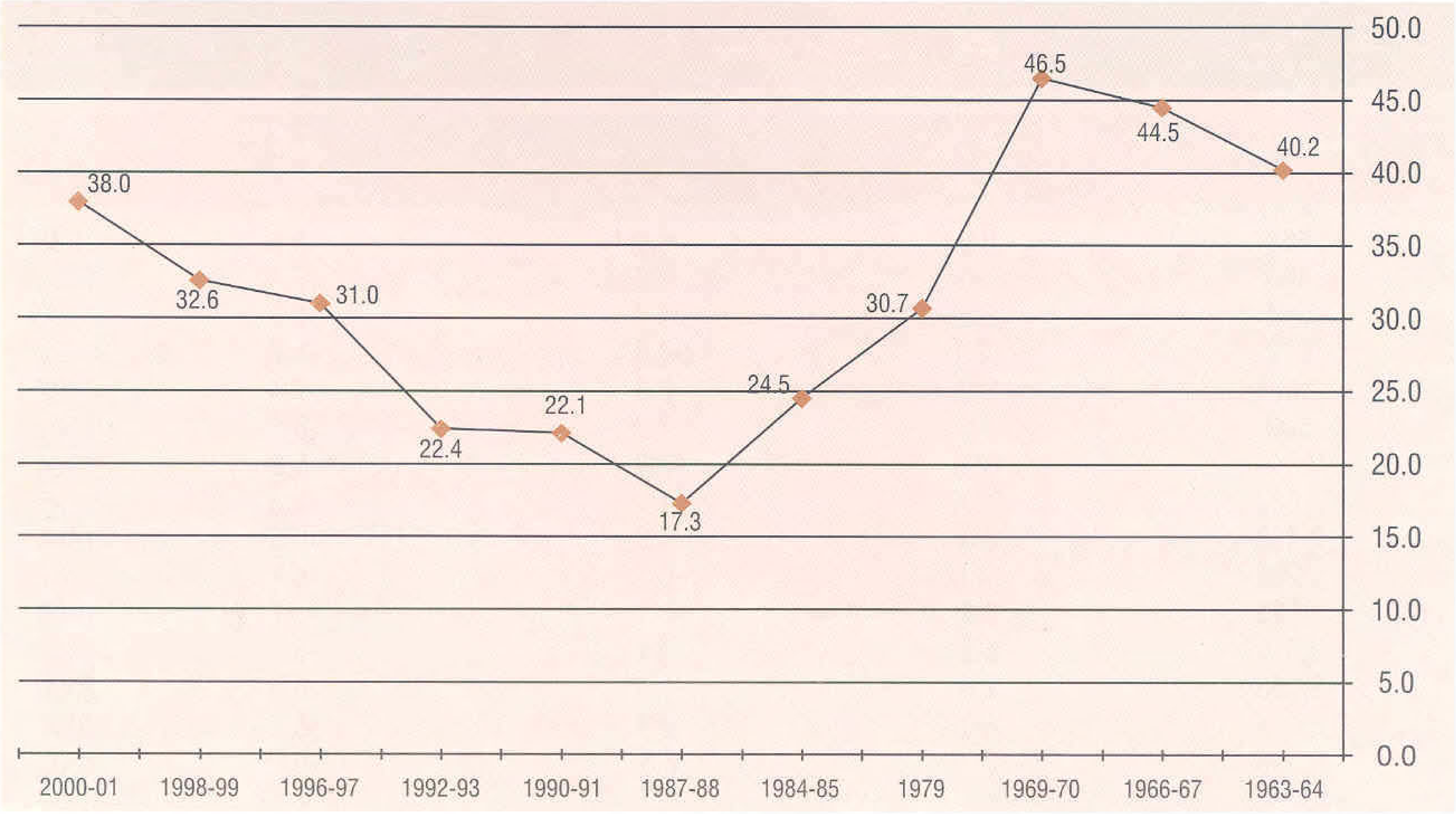

ماخذ: پاکستان اکنامک سروے (مختلف شمارے)

امر کی ہے کہ معیشت کے سرکاری اعداد و شمار کا تجزیہ کر کے کوئی معروضی رائے قائم کی جائے۔

اس مدت کا آغاز معاشی افراتفری کی فضاء میں ہوا جو ایک تباہ کن جنگ اور ملک ٹوٹنے کے نتیجے میں پیدا ہوئی۔ اسی دوران صنعتوں اور مالیاتی اداروں کو قومی تحویل میں لینے کے باعث بھی نجی شعبے کا اعتماد شدید طور پر متزلزل ہو گیا۔ تاہم اس سے معاشی نمو پر کوئی اثر نہ پڑا کیونکہ نمو کے لئے تمام تر توجہ سرکاری شعبے کی طرف مرکوز ہو گئی جہاں اس کی شرح میں اضافہ ہوا۔ جی ڈی پی کی شرح نمو نسبتاً کم رہی مگر سرمایہ کاری کی شرح بہت بلند رہی، بالخصوص معاشی سہولتوں اور بڑی صنعتوں کے شعبے میں۔ پورٹ قاسم، انڈس ہائی وے، سٹیل مل، ہیوی الیکٹریکل اینڈ مکینیکل کمپلیکس وغیرہ جیسے بڑے بڑے منصوبوں کا آغاز ہوا۔ میکرو اکنامک اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ 1972ء سے 1977ء کے عرصہ میں معیشت بہت صحت مند تھی۔ کرنٹ اکاؤنٹ بہت فاضل ہو گیا (کرنٹ اکاؤنٹ اشیاء اور خدمات کے تمام بین الاقوامی سودوں کا ریکارڈ ہوتا ہے۔ اس میں تجارتی اکاؤنٹ اور خدمات کے اکاؤنٹ کا لین دین دونوں شامل ہوتے ہیں) جس کی وجہ سے ترقیاتی اخراجات میں 21 فیصدی سالانہ کی حد تک اضافہ دیکھنے میں آیا اور مجموعی سرمائے کی پیداوار میں 18 فیصدی کی نمو ہوئی۔ معاشی پالیسیوں میں انسانی مساوات کا پہلو بھی بہت نمایاں رہا۔ اس عرصہ میں ہاؤسنگ کے شعبے میں جو ترقی ہوئی وہ آج تک دیکھنے میں نہیں آئی اور کل مکانات میں سے پکے مکانات کا تناسب جو 1973ء میں 9 فیصد تھا 1977ء میں بڑھ کر 20 فیصدی ہو گیا۔ ترقیاتی منصوبوں میں سرکاری سرمایہ کاری اور اس کے نتیجہ میں شروع ہونے والی ثانوی معاشی سرگرمیوں کی بناء پر روزگار کے بے شمار مواقع پیدا ہوئے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خط افلاس سے نیچے زندگی بسر کرنے والی آبادی جو 1970ء میں 47 فیصدی تھی 1979ء تک کم ہو کر 31 فیصدی رہ گئی۔

1977ء سے 1988ء تک کے عرصہ میں جی ڈی پی کی شرح نمو میں بہتری آئی اور مندرجہ ذیل وجوہ کی بناء پر غربت میں کمی آتی رہی۔ اولاً، سابقہ دور میں شروع کئے جانے والے صنعتی منصوبوں اور سہولتوں کی تکمیل سے 1980ء کے عشرے میں صنعتی سرگرمیوں نے عروج پکڑا اور ان سے ملکی معیشت کو بے پناہ منافع حاصل ہوئے۔ ثانیاً، 1980ء کے عشرے کے اوائل سے مشرق وسطیٰ سے پاکستانیوں کی طرف سے بیرونی ترسیلات انتہائی حدوں کو چھونے لگیں۔ ثالثاً، جنگ افغانستان سے بھاری فوائد حاصل ہوئے اور رابعاً، بھاری رواں اخراجات پورے کرنے کے لئے بے تحاشا قرضے لئے گئے جس سے جی ڈی پی کے مقابلہ میں اندرونی قرضوں کا تناسب جو

جدول نمبر 1: استحکام کے چند اشاریوں کی کیفیت

سال	بجٹ کا مجموعی خسارہ (جی ڈی پی کا فیصدی)	کرنٹ اکاؤنٹ بیلنس (جی ڈی پی کا فیصدی)	افراطِ زر کی شرح (فیصدی)	زرمبادلہ کے ذخائر (امریکی ڈالر)
1988	-8.5	-4.4	9.6	468
1989	-7.4	-4.8	8.6	496
1990	-6.5	-4.7	6.5	764
1991	-8.7	-4.8	13.1	672
1992	-7.4	-2.8	9.9	1,066
1993	-8.1	-7.2	8.9	599
1994	-5.9	-3.8	12.6	2,543
1995	-5.6	-4.1	13.6	2,933
1996	-6.5	-7.2	8.3	2,463
1997	-6.4	-6.2	14.6	1,286
1998	-7.7	-3.1	6.5	1,125
1999	-6.1	-4.1	5.9	2,379
2000	-6.6	-1.9	2.8	2,163
2001	-5.2	-0.9	6.0	3,244
2002	-5.2	2.3	3.2	6,398
2003	-4.5	4.4	4.5	10,747

ماخذ: پاکستان اکنامک سروے (مختلف شمارے) سٹیٹ بنک آف پاکستان کی سالانہ رپورٹ (مختلف شمارے)

جدول نمبر 2: نمو کے منتخب اشاریوں کی کیفیت

	1977-78 تا 1987-88	1988-89 تا 1998-99	1999-00 تا 2002-03	1999-00	2000-01	2001-02	2002-03 متوقع
جی ڈی پی کی شرح نمو	6.9	4.1	4.1	4.4	3.3	3.4	5.1
زراعت	4.0	4.5	1.9	6.1	-2.5	-0.1	4.1
صنعت	9.2	4.2	5.4	1.8	7.0	5.0	7.7
تیسرے شعبے	7.3	4.6	3.6	3.5	3.5	2.7	4.8
اندرونی بچتیں (جی ڈی پی کا فیصدی)	9.2	15.7	15.7	14.9	14.9	16.8	16.2
فکسڈ سرمایہ کاری (جی ڈی پی کا فیصدی)	18.3	16.3	13.3	13.7	13.3	13.1	13.1
سرکاری سرمایہ کاری (جی ڈی پی کا فیصدی)	10.3	8.3	5.3	5.9	6.0	4.8	4.5
نجی سرمایہ کاری (جی ڈی پی کا فیصدی)	8.0	8.3	8.1	7.9	7.3	8.4	8.6
براہ راست بیرونی سرمایہ کاری کی نمو (ملین ڈالر)	-	16.0	-8.1	25.0	-31.4	50.3	-76.4
جی ڈی پی کی شرح اور سرمایہ کاری میں تفاوت	-	-4.9	-0.2	-1.9	-2.0	2.1	0.8
اشیاء کی برآمد میں نمو کی شرح	10.7	4.7	12.1	14.1	15.2	2.3	16.6
اشیاء کی درآمدات میں نمو کی شرح	5.3	3.9	3.8	-1.2	2.0	-7.5	21.9

ماخذ: پاکستان اکنامک سروے (مختلف شمارے) سٹیٹ بنک آف پاکستان کی سالانہ رپورٹ (مختلف شمارے)

1977ء میں 24 فیصدی تھا۔ 1988ء میں دگنا ہو کر 48 فیصدی ہو گیا۔ قرضوں میں افراط زر سے جو اضافہ ہوا وہ 1988ء کے بعد کے عرصہ میں ادا کرنا پڑا۔

88-1977ء کے عشرہ میں سرکاری سرمایہ کاری میں کمی واقع ہوئی اور یہ 1972-77ء کے عرصہ کے مقابلہ میں دسواں حصہ رہ گئی۔ نہ صرف یہ کہ نیا سرمایہ نہیں آیا بلکہ موجودہ سرمائے کے تبادلہ (Replacement) میں بھی سرمایہ کاری نہ ہو سکی۔ 1992ء میں مالیاتی اصلاحات کے نتیجے میں قرضوں کی ادائیگی کا بوجھ بہت بڑھ گیا، جس کی وجہ سے 1990ء کے پورے عشرے میں ترقیاتی اخراجات میں کمی واقع ہوتی رہی۔ اس سے زرعی اور صنعتی دونوں شعبوں میں ملکی معیشت کی پیداواری اہلیت میں تیزی سے کمی ہوئی جو 1990ء کے عشرے سے لے کر بہت نمایاں ہوتی گئی۔

1999ء میں حکومت کی تبدیلی کے بعد میکرو اکنامک استحکام کی پالیسیاں سختی کے ساتھ نافذ کی گئیں۔ پالیسی سازوں کا کہنا ہے کہ پائیدار نمو کے لئے میکرو اکنامک استحکام شرط اول ہے۔ نکتہ چین حضرات اس سے متفق نہیں۔ تاہم عدم اتفاق استحکام کی ضرورت پر نہیں بلکہ استحکام اور نمو کے درمیان ترجیحات اور ان اقدامات پر ہے جو استحکام کے مقاصد کے حصول کی قیمت چکانے کیلئے کئے گئے۔ اسی طرح اصلاحات اور ردوبدل کے لئے جو قیمت ادا کرنی پڑی اس پر بھی اختلاف رائے ہے۔ بظاہر استحکام نمو کی قیمت پر حاصل ہوا اور قیمت کا زیادہ تر بوجھ غریبوں پر ڈال دیا گیا۔ ملاحظہ ہو جدول نمبر 1 اور 2 نتیجہ یہ ہوا کہ کچھ تو استحکام کے لئے اختیار کی گئی پالیسیوں کی بناء پر اور کچھ خشک سالی کے اثرات سے نمٹنے میں ناکامی کی بناء پر 1999ء سے 2001ء کے درمیانی عرصہ میں 70 لاکھ افراد خط افلاس سے نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہو گئے، جو ایک ریکارڈ ہے۔

3۔ افراط زر اور مفلسین

افراط زر کی شرح میں تبدیلیوں سے میکرو اکنامکس اعداد و شمار کے سلسلہ میں استحکام کے لئے کئے جانے والے اقدامات اور غریب طبقے پر متضاد اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ افراط زر کی شرح 1997ء میں تقریباً 15 فیصدی تھی جو 1999ء کے بعد کم ہو کر پانچ فیصدی سے بھی کم ہو گئی، افراط زر کی شرح میں یہ کمی اور اسے قابو میں رکھنا میکرو اکنامکس استحکام کے اقدامات کی بڑی کامیابی تسلیم کی گئی ہے۔ قیمتوں میں اضافے کی شرح کم ہونا بالعموم غریب طبقے کے مفاد میں شمار کیا جاتا ہے کیونکہ اس سے ان کی اصل آمدنی کو تحفظ ملتا ہے۔ مگر ہمارے یہاں ایسا نہیں ہوا، اس لئے اس کا تفصیلی جائزہ لینا ضروری ہے۔

1۔ تحدیدی مالیاتی پالیسی سے کسی ملک کی کرنسی کی فراہمی میں کمی کی جاتی ہے۔ تحدیدی مالی پالیسی حکومت کی وہ پالیسی ہوتی ہے جس کے تحت اخراجات میں کمی یا ٹیکسوں میں اضافہ کیا جاتا ہے، یا یہ دونوں کا امتزاج ہوتی ہے۔

جدول نمبر 3: صنعتی شعبے کی پیداواری لاگت کے عناصر کے رجحانات

سال	درآمدی ڈیوٹی کی زیادہ سے زیادہ شرح فیصد	درآمدی ڈیوٹی کی موثر شرح فیصد	کل ٹیکسوں میں درآمدی ڈیوٹی کا فیصد حصہ	کل ٹیکسوں میں سیلز ٹیکس کا فیصد حصہ	بجلی فکسڈ کم سے کم فی کلوواٹ، روپے	بجلی کی فی کلوواٹ قیمت	گیس (روپے فی ہزار مربع فٹ روپے)	ہائی سپیڈ ڈیزل فی لیٹر روپے	تھوک قیمتوں کا عمومی انڈکس
1987-88	150	38.4	43.0	9.2	66.0	0.62	47.4	3.8	76.1
1988-89	125	34.5	40.6	13.2	73.5	0.69	47.4	3.8	83.4
1989-90	125	36.2	41.9	16.5	90.0	0.84	47.4	3.8	89.5
1990-91	125	34.1	40.4	14.9	97.5	0.92	54.5	5.6	100.0
1991-92	95	30.3	39.2	13.5	97.5	0.92	54.5	5.0	109.8
1992-93	90	27.7	37.6	13.7	97.5	0.92	54.5	5.8	117.9
1993-94	80	28.9	32.7	15.4	97.5	1.92	67.7	6.1	137.3
1994-95	70	26.9	32.9	17.4	124.5	2.92	84.0	6.4	159.2
1995-96	65	24.9	30.3	17.4	124.5	2.92	89.0	7.9	176.9
1996-97	65	23.6	26.7	18.0	124.5	3.50	102.4	9.9	199.9
1997-98	45	22.0	22.8	15.7	124.5	4.04	102.4	9.6	213.1
1998-99	45	18.4	16.1	19.1	224.5	3.47	102.4	11.0	226.6
1999-00	35	17.8	16.7	30.9	224.5	3.47	138.0	15.4	230.6
2000-01	30	16.8	14.1	35.4	224.5	3.68	157.8	17.0	244.9
2001-02	25	11.8	10.0	34.8	290.0	3.5	166.1	21.4	250.1
2002-03	25	15.8	12.5	35.5	290.0	3.8	172.2	22.5	264.9
اوسط شرح نمو	-10.0	-4.6	-6.6	10.3	11.2	14.6	8.9	12.7	8.2

ماخذ: اکنامک سروے (مختلف شمارے)
انرجی ایئر بک (مختلف شمارے)

قیمتوں کا تعین طلب و رسد پر منحصر ہوتا ہے۔ جہاں تک رسد کا تعلق ہے پیداواری لاگت میں اضافے سے پیداوار میں کمی واقع ہوتی ہے جس سے قیمتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ جہاں تک طلب کا تعلق ہے تحدیدی مالی اور مالیاتی پالیسیوں[1] کے نتیجے میں قوت خرید میں کمی آتی ہے، مارکیٹ میں طلب کم ہو جاتی ہے اور قیمتیں گر جاتی ہیں۔

پاکستان میں صورتحال کچھ یوں رہی ہے۔ ملکی ٹیکسوں میں اضافے اور روزمرہ استعمال کی اشیاء اور پٹرولیم کی قیمتوں میں اضافے سے پیداواری لاگت زیادہ ہوگئی ہے۔ اس کا واضح ثبوت یہ حقیقت ہے کہ 1988ء سے 2003ء تک کے عرصے میں جہاں تھوک قیمتوں میں اوسط اضافہ 8.2 فیصد ہوا، سیلز ٹیکس میں 10 فیصدی اضافہ، گیس کی قیمتوں میں 9 فیصدی اضافہ، بجلی کی قیمت میں 15 فیصدی، ہائی سپیڈ ڈیزل کی قیمتوں میں 13 فیصدی اضافہ ہوا۔ [ملاحظہ ہو جدول نمبر 3] قیمتوں پر اثر انداز ہونے والے ان عوامل نے اشیائے ضروریہ کی پیداوار کے شعبے پر بالعموم اور صنعتی شعبے پر بالخصوص مضر اثرات مرتب کئے۔ پیداوار میں کمی ہوئی قیمتوں میں اضافہ ہوا۔

اس کے ساتھ ساتھ نقد سرمائے کی فراہمی میں کمی اور سرکاری سرمایہ کاری کم ہونے کا باعث بننے والی تحدیدی مالی و مالیاتی پالیسیوں کی بناء پر قوت خرید پر منفی اثرات مرتب ہوئے۔ قوت خرید میں کمی کے نتیجے میں قیمتوں میں اضافے کی رفتار کم ہوگئی۔ [ملاحظہ ہو خاکہ نمبر 2] حقیقت یہ ہے کہ قیمتوں میں اضافہ لاگت میں اضافے کی بناء پر ہوتا ہے۔ طلب و رسد کے عوامل کے امتزاج نے پیداوار اور قیمتوں، دونوں میں کمی کی ہے۔ پیداوار میں نمو میں بہت زیادہ کمی واقع ہوئی جس سے بے روزگاری میں اضافہ ہوا۔

اگرچہ مجموعی طور پر دیکھا جائے تو غربت میں اضافے کا سبب افراط زر نہیں ہے، متعدد اہم اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ اوسط حد سے زیادہ رہا، بالخصوص غذائی اشیاء کی قیمتوں میں، جس سے غریب طبقے پر بہت شدید اثرات مرتب ہوئے۔ تاہم غربت میں اضافے کی بڑی وجہ بے روزگاری سے متعلقہ عوامل محسوس ہوتے ہیں۔ دیہی علاقوں میں بے زمین کاشتکاروں کی تعداد بڑھی ہے۔ سرمایہ کاری میں شدید کمی سے ملازمتیں پیدا ہونے کے مواقع ختم ہو گئے ہیں۔ بے روزگار ہو جانے والے اکثر لوگوں نے غیر

رسمی خدمات کے شعبے میں کم تنخواہوں پر کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ غیر رسمی خدمات کے شعبے میں تیزی سے اضافے کی بناء پر محنت کشوں کی فراہمی تیز تر ہوگی ہے جبکہ پیداوار کی طلب بدستور وہی رہی، چنانچہ اوسط آمدنی کم ہوتی گئی۔ بے روزگاری کی بناء پر آمدنی یکسر ختم ہو جاتی ہے اور افراط زر میں کمی سے ان گھرانوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا جن کی آمدنی پہلے جتنی نہیں رہتی، چنانچہ ان سے یہ توقع نہیں رکھی جا سکتی کہ وہ اوسط قیمتوں میں استحکام پر خوش ہوں گے۔ ستم ظریفی تو یہ ہے کہ غریبوں کو افراط زر میں کمی سے فائدہ تو کیا ہوتا، خود غربت کی شرح میں اضافہ ہی افراط زر کی شرح میں کمی کا باعث ہوا ہے۔

4۔ افلاس کا ایک پیمانہ

افلاس کو جانچنے کا ایک طریقہ گھرانوں کے بجٹ کی تشکیل کا جائزہ ہوتا ہے کیونکہ گھرانے کے کل اخراجات میں غذائی اخراجات کا جتنا حصہ ہوتا ہے وہ خوشحالی کا ایک اشاریہ تصور کیا جاتا ہے۔ کسی گھرانے کے بجٹ میں غذائی اخراجات کا زیادہ حصہ غربت کی نسبتاً بلند تر سطح کی نشاندہی کرتا ہے اور غذائی اخراجات کا حصہ کم ہو تو یہ نسبتاً زیادہ خوشحالی کی علامت ہوتا ہے۔

جدول نمبر 4: آبادی کے سب سے کم آمدنی والے پانچ گروپ۔ اخراجات میں حصہ

اہم اشیائے ضروریہ گروپس	1988			1988			2002		
	شہری	دیہی	کل	شہری	دیہی	کل	شہری	دیہی	کل
خوراک	40.8	45.9	44.6	40.5	47.8	46.5	55.5	56.1	55.9
ملبوسات	8.4	9.3	9.1	7.4	9.0	8.5	7.9	11.0	10.1
ایندھن اور روشنی	7.0	6.8	6.8	8.0	7.3	7.5	10.6	6.0	7.3
مکانات	12.9	7.6	9.2	14.5	7.8	9.7	8.0	7.4	7.6
ٹرانسپورٹ	2.1	2.2	2.2	1.3	1.2	1.3	2.7	2.8	2.7
صحت	2.4	2.8	2.7	3.9	4.6	4.4	3.9	6.0	5.4
تعلیم	0.6	0.9	0.7	3.5	1.4	2.0	4.2	2.0	2.7
خاندان کی یا ذاتی ضروریات کی اشیاء	9.1	9.0	8.9	7.2	7.1	7.1	3.7	4.2	4.0
اشیائے پائیدار	1.6	2.4	2.2	1.1	0.8	0.9	0.8	0.9	0.9

ماخذ: ایچ آئی ای ایس (88-1987) اور (99-1998)

جدول نمبر 5: آبادی کے امیر ترین پانچ گروپ۔ اخراجات میں حصہ

اہم اشیائے ضروریہ گروپس	1988			1988			2002		
	شہری	دیہی	کل	شہری	دیہی	کل	شہری	دیہی	کل
خوراک	26.4	34.4	30.6	26.0	36.8	31.5	39.6	46.1	44.2
ملبوسات	9.1	10.1	6.0	14.4	14.1	7.1	6.2	8.9	8.1
ایندھن اور روشنی	5.8	4.6	5.4	5.8	7.7	6.7	8.7	7.6	7.9
مکانات	21.5	9.9	13.6	21.3	9.5	13.5	15.0	7.5	9.7
ٹرانسپورٹ	5.6	4.0	4.5	4.8	3.1	3.8	6.3	5.7	5.9
صحت	2.4	2.7	2.5	3.5	4.9	4.2	4.6	7.0	6.3
تعلیم	1.8	0.6	1.2	5.0	1.9	2.8	6.2	3.2	4.1
خاندان کی یا ذاتی ضروریات کی اشیاء	5.5	5.3	5.2	8.8	6.7	7.9	3.8	3.7	3.7
اشیائے پائیدار	3.3	4.7	4.2	2.1	2.2	2.2	2.7	3.0	2.9

ماخذ: ایچ آئی ای ایس (88-1987) اور (99-1998)

تخفیفِ افلاس کیلئے بجٹ سازی

یہ صورتحال اس لئے پیدا ہوتی ہے کہ روٹی، کپڑا، مکان اور علاج معالجہ لازمی اخراجات ہوتے ہیں اور انہیں دیگر اخراجات کے مقابلے میں ترجیح دی جاتی ہے۔ ان میں سے خوراک اہم ترین ہے۔ معاشیات کی اصطلاح کے مطابق، ان اشیاء اور خدمات کی طلب میں کمی بیشی کی گنجائش کم ہوتی ہے کیونکہ گھرانے ان اشیاء اور خدمات کو چھوڑ کر دوسرے کم قیمت اخراجات نہیں اپنا سکتے۔ کم آمدنی والے گھرانوں کے پاس خوراک اور دیگر لازمی ضروریات پوری کرنے کے بعد، غیر ضروری اخراجات کے لئے پیسے بچتے ہی نہیں۔ یوں کم آمدنی والے گھرانوں کے بجٹ میں خوراک اور دیگر لازمی اشیاء کا حصہ زیادہ ہوتا ہے۔ زیادہ آمدنی والے گھرانوں میں صورت حال اس کے برعکس ہوتی ہے، جن کے پاس بنیادی ضروریات پوری کرنے کے بعد بھی پیسے بچے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ زیادہ آمدنی والے گھرانوں کے بجٹ میں غذائی اور دیگر لازمی ضروریات کا حصہ کم ہوتا ہے۔ چنانچہ زیادہ آمدنی والے گھرانوں کے بجٹ میں خوراک اور دیگر لازمی ضروریات پر اخراجات کم ہوتے ہیں۔

متبادل اخراجات کم ہونے کا لازمی سبب یہ ہوتا ہے کہ چونکہ غذائی اشیاء کی قیمتیں بڑھتی ہیں مگر آمدنی وہی رہتی ہے اس لئے دوسرے نسبتاً کم اہم اخراجات روک کر غذائی ضروریات پر زیادہ رقم صرف کرنا پڑتی ہے۔ آمدنی کا زیادہ حصہ خوراک پر خرچ ہونے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ وہ کھاتے زیادہ ہیں، بلکہ غذا میں تو ان اخراجات کی وجہ سے

جدول نمبر 6: آمدنی کے لحاظ سے گروپوں کے گھریلو بجٹ میں حصہ

	گندم	چاول	ڈیری	گوشت	چینی
آمدنی کے لحاظ سے گروپ-1 سب سے نیچے 20 فیصد					
1987-88	12.6	1.8	9.4	3.8	3.9
1998-99	13.5	1.6	4.1	1.8	2.2
فیصد	0.67	-0.81	-7.29	-6.73	-4.96
آمدنی کے لحاظ سے گروپ-2					
1987-88	9.5	1.9	9.4	4.3	3.6
1998-99	12.1	1.8	3.7	2.2	1.9
فیصد	2.22	-0.23	-8.07	-5.76	-5.39
آمدنی کے لحاظ سے گروپ-3					
1987-88	7.8	1.8	9.3	4.2	3.3
1998-99	10.4	1.8	4.1	2.5	1.7
فیصد	2.64	0.09	-7.24	-4.75	-5.81
آمدنی کے لحاظ سے گروپ-4					
1987-88	5.9	1.7	9.2	4.4	2.8
1998-99	7.8	1.7	4.5	2.9	1.5
فیصد	2.54	0.33	-6.26	-3.69	-5.56
آمدنی کے لحاظ سے گروپ-5					
1987-88	3.0	1.2	6.6	3.9	1.7
1998-99	3.9	1.2	4.1	3.1	0.9
فیصد	2.45	0.00	-4.32	-1.97	-5.64

ماخذ: ایچ آئی ای ایس (2002)

کمی کرنا پڑتی ہے۔ چنانچہ کل اخراجات میں سے خوراک پر زیادہ اخراجات غربت میں اضافے کی علامت ہوتے ہیں۔

اعداد وشمار کا جائزہ لینے سے اس حقیقت کی تصدیق ہوتی ہے ۔گھرانوں کے

فیصد غریب ہیں اور دیہی آبادی کا 38 فیصد خط افلاس سے نیچے بتایا جاتا ہے۔ بلوچستان میں تقریباً نصف آبادی غربت کا شکار ہے۔[ملاحظہ ہو جدول نمبر 7]

5۔ افلاس میں اضافے میں عدم مساوات کا عامل

جدول نمبر 7: غریبوں کی شرح
(خط افلاس سے نیچے زندگی گزارنے والے، آبادی کا فیصدی)

صوبہ	مجموعی	دیہی
پنجاب	26	24
سندھ	31	38
سرحد	29	27
بلوچستان	48	51

ماخذ: پاکستان انٹگریٹڈ ہاؤس ہولڈ سروے، 01-2000ء اینڈ ایسٹی میٹڈ ویلفیئر فنکشنز

غریب ترین گروپ خوراک پر اپنے بجٹ کا 56 فیصدی سے بھی زیادہ خرچ کرتے ہیں، اس کے مقابلے میں پانچ امیر ترین گروپوں میں آنے والے گھرانے 44 فیصدی سے کچھ زیادہ خرچ کرتے ہیں۔[ملاحظہ ہو جدول نمبر 4 و5] گزشتہ پندرہ سالوں کے دوران غریب ترین اور امیر ترین گھرانوں کے پانچ پانچ گروپوں کے گھریلو بجٹ کی تشکیل میں تبدیلی بھی بڑی معنی خیز ہے۔ دونوں سطحوں کے پانچ پانچ گروپوں کے غذائی اخراجات کے حصے میں اضافہ ہوا ہے مگر غریب گھرانوں کے پانچ گروپوں کے اخراجات میں امیر گھرانوں کے پانچ گروپوں کے مقابلے میں اضافہ بہت زیادہ ہے۔اس سے نچلی سطحوں پر غربت میں اضافے کی نشاندہی ہوتی ہے۔ گندم اور دیگر غذائی اجناس کے نرخوں میں حالیہ اضافہ سے افلاس میں اور بھی اضافہ ہوا ہے۔ جدول 6 سے پتہ چلتا ہے کہ پاکستان میں گھرانوں نے افراط زر (مثلاً حقیقی آمدنی میں کمی) کا سامنا کرنے کے لئے گندم پر اپنے اخراجات کم وبیش برقرار رکھے ہیں مگر دیگر غذائی ضروریات پر اخراجات کم کئے ہیں۔مضمرات یہ ہیں کہ غربت گھرانوں کو متوازن غذا کے حصول میں مانع ہوتی ہے، اس طرح وہ غذائی خامیوں سے پیدا ہونے والی امراض کا شکار ہوجاتے ہیں۔

صوبوں میں غریبوں کی تعداد کے ایک تقابلی جائزے سے پتہ چلتا ہے کہ شمال، جنوب کی تقسیم ظہور پذیر ہوئی ہے۔ پنجاب غریبوں کی تعداد بہت کم بتاتا ہے اور بلوچستان میں یہ سب سے زیادہ ہے۔ پنجاب اور صوبہ سرحد میں غریبوں کی تعداد تیس فیصدی سے کم ہے اور شہروں کی نسبت دیہات میں غربت کم ہے۔ سندھ میں آبادی کا 31

غربت میں اضافہ آمدنی میں کمی کی بناء پر ہوسکتا ہے۔ تاہم پاکستان میں جہاں 1996ء کے بعد کے عرصہ میں جی ڈی پی کی شرح نمو میں کمی آئی، یہ بدستور مثبت رہی ہے۔ بالفاظ دیگر جی ڈی پی میں کمی نہیں آئی اور چونکہ جی ڈی پی مثبت رہی ہے اس لئے غربت میں اضافے کی توقع نہیں کی جاسکتی، مگر پاکستان میں واقعتاً ایسا ہوا ہے۔ اس کی وجہ آمدنیوں کی تقسیم میں بڑھتا ہوا تفاوت ہے۔ قومی آمدنی میں اضافے کے بیشتر حصے پر بالائی طبقے قابض ہیں۔

اس کا ثبوت یہ ہے کہ غریب ترین طبقوں کے پانچ گروپوں کی آمدنی کا حصہ اپنی آبادی کے لحاظ سے حصے سے کہیں کم ہے جبکہ بالائی طبقے کے پانچ گروپوں کا آمدنی میں حصہ آبادی کے لحاظ سے ان کے حصے سے کہیں زیادہ ہے۔ 1988ء سے 2002ء تک کے عرصے میں غریب ترین پانچ گروپوں کی آمدنی میں تیزی سے کمی واقع ہوئی ہے جبکہ امیر ترین لوگوں کے پانچ گروپوں کی آمدنی میں اور بھی اضافہ ہوا ہے، یہ صورتحال شہری علاقوں میں بھی دیکھی جاسکتی ہے اور دیہی علاقوں میں بھی۔

سب سے زیادہ چونکا دینے والی معلومات غریب ترین 20 فیصدی (یعنی غریب ترین پانچ گروپوں) اور امیر ترین 20 فیصدی (یعنی امیر ترین پانچ گروپوں) کے آمدنی میں حصوں سے ملتی ہیں۔ اعداد وشمار سے پتہ چلتا ہے کہ 20 فیصدی غریب ترین آبادی کو آمدنی کا 7 فیصدی حصہ ملتا ہے (یہ 1988ء کے 9 فیصدی حصے سے بھی کم ہے) اور امیر ترین 20 فیصدی کو آمدنی کا 48 فیصدی حاصل ہوتا ہے (1988ء میں

جدول نمبر 8: عدم مساوات کے پیمانے

	1988	1999	2002
جنی کوایفی شینٹ 2			
پاکستان	0.35	0.40	0.41
شہری	0.40	0.42	0.44
دیہی	0.30	0.36	0.35
غریب ترین 20 فیصدی آبادی کا آمدنی میں حصہ			
پاکستان	8.8	7.8	7.0
شہری	7.8	6.6	6.6
دیہی	9.6	8.7	8.0
امیر ترین 20 فیصدی آبادی کا آمدنی میں حصہ			
پاکستان	43.5	46.5	47.6
شہری	47.8	50.1	50.3
دیہی	40.0	41.8	43.2
امیر ترین کا غریب ترین سے تناسب			
پاکستان	4.9	6.0	6.8
شہری	6.1	7.6	7.6
دیہی	4.2	4.8	5.5

یہ شرح 44 فیصدی تھی جواب اور بھی بڑھ گئی ہے)۔[ملاحظہ ہو جدول نمبر 8] صاف لفظوں میں کہا جائے تو اگر 100 گھرانوں میں 100 روپے تقسیم کرنے ہیں تو مساوی تقسیم کا تقاضا ہے کہ فی گھرانہ ایک روپیہ ملے، مگر اصل صورت حال یہ ہے کہ امیر ترین 20 گھرانے 2.33 روپے فی گھرانہ لے جاتے ہیں اور غریب ترین 20 گھرانوں کو محض 40 پیسے فی گھرانہ ملتے ہیں۔ آمدنی کی تقسیم میں وقت کے ساتھ ساتھ صورتحال بدتر ہوتی رہی ہے۔ 1988ء سے 2002ء تک کے عرصہ میں آبادی کے امیر ترین 10 فیصدی گھرانوں کی آمدنیوں (قوت خرید) میں 33 فیصدی کا نمایاں اضافہ ہوا ہے جب کہ غریب ترین 10 فیصدی گھرانوں کی آمدنیوں میں 9 فیصدی کمی واقع ہوگئی ہے۔ بالفاظ دیگر 1988ء میں اگر امیر ترین گروپ کے گھرانہ ''الف'' اور غریب ترین گروپ کے گھرانہ ''ب'' کی آمدنی 100 روپے فی گھرانہ تھی تو 2002ء میں گھرانہ ''الف'' کی آمدنی 133 روپے ہوگئی اور گھرانہ ''ب'' کی آمدنی کم ہو کر 91 روپے ہوگئی۔

6۔ بجٹ کا کردار

بجٹ ایک اہم پالیسی دستاویز ہے جس میں حکومتی ترجیحات کا تعین کیا جاتا ہے اور معیشت کی سمت طے کی جاتی ہے۔ اس کے معیشت کے تمام شعبوں اور آبادی کے تمام طبقوں پر دوررس اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس میں وسائل مختص کئے جاتے ہیں اور ایک شعبے سے دوسرے شعبے اور ایک علاقے سے دوسرے علاقے کو وسائل منتقل کئے جاتے ہیں۔ اس میں وسائل کے استعمال کی اہلیت متعین کی جاتی ہے اور تقسیم کاری کے سلسلہ میں اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

گزشتہ کچھ عرصے سے پالیسی سازوں نے بجٹ سازی کے دوران تقریباً ذاتی رائے پر بجٹ خسارہ، کرنٹ اکاؤنٹ کا خسارہ، بچتوں کا خسارہ کم کرنے اور افراط زر کم کرنے پر توجہ مرکوز کرنا شروع کیا ہے۔ یہ میکرو اکنامکس استحکام کیلئے قابل تعریف اقدامات ہیں۔ تاہم جس انداز میں یہ ہدف حاصل کئے جا رہے ہیں، اس کے تقسیم کاری کے

2۔ جنی کوایفی شینٹ، صفر اور ایک کے درمیان ایک تعداد ہوتی ہے جس سے کسی معاشرے میں آمدنیوں کی تقسیم میں پائی جانے والی عدم مساوات کو ناپا جاتا ہے۔ اس میں صفر مکمل مساوات کی علامت ہے اور ''ایک'' مکمل عدم مساوات کی علامت۔

سلسلے میں مختلف مضمرات ہیں۔ مطلوبہ مقاصد کے حصول کے کئی طریقے موجود ہیں ان میں سے بعض غریبوں کے حق میں ہیں اور بعض نہیں۔ [ملاحظہ ہو باکس نمبر 1]

بجٹ کی پالیسیاں جس طریقے سے تشکیل دی جاتی اور جس طرح نافذ العمل ہوتی ہیں اس کے تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ غریب نواز ذہن مفقود ہے۔ اس کا واضح ثبوت یہ

باکس نمبر 1: پالیسی انتخاب۔ غریبوں کی مدد کیلئے یا غریبوں کو نقصان پہنچانے کیلئے؟

محاصل میں اضافے یا اخراجات میں کمی کر کے بجٹ خسارہ کم کیا جا سکتا ہے۔ محاصل میں اضافہ بلاواسطہ یا بالواسطہ ٹیکسوں میں اضافہ کرنے سے ہوتا ہے، اول الذکر کے اثرات امیر طبقے پر مرتب ہوتے ہیں اور موخر الذکر سے غریب طبقہ متاثر ہوتا ہے۔ اخراجات میں کمی کے لئے رواں اخراجات میں یا پھر ترقیاتی اخراجات میں کمی کر کے کی جاسکتی ہے۔ اول الذکر حاضر سروس ملازموں کو متاثر کرتے ہیں جبکہ موخر الذکر سے ملازمتوں کے نئے مواقع پیدا ہونا بند ہو جاتے ہیں۔ تاہم ترقیاتی اخراجات سے اثاثے وجود میں آتے ہیں اور آئندہ کے لئے آمدنی کے امکانات پیدا ہوتے ہیں جبکہ رواں اخراجات محض کھپت کا باعث ہوتے ہیں۔ ترقیاتی اخراجات کے ذریعہ پیدا ہونے والی ملازمتوں پر متعین مزدوروں کی کارکردگی رواں اخراجات کے ذریعہ پیدا ہونے والی ملازمتوں پر متعین مزدوروں کی کارکردگی کے مقابلے میں بالعموم بہتر ہوتی ہے۔ اس طرح ترقیاتی اخراجات کی بنیاد والی ملازمتیں پیداواری ہوتی ہیں مگر رواں اخراجات کی بنیاد والی ملازمتیں غیر پیداواری ہوسکتی ہیں۔ چنانچہ رواں اخراجات کی جگہ ترقیاتی اخراجات اپنانے سے آمدنیوں اور ملازمتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور غربت میں کمی واقع ہوتی ہے۔

کرنٹ اکاؤنٹ کے خسارہ میں کمی تجارت سے متعلقہ یا تجارت سے غیر متعلقہ دونوں طرح کی فہرستوں میں تبدیلی کرنے سے لائی جاسکتی ہے۔ تجارتی فہرستوں کا جہاں تک تعلق ہے کرنٹ اکاؤنٹ کے خسارہ میں کمی برآمدات میں اضافہ کر کے اس سے حاصل ہونے والی آمدنی یا درآمدات کم کر کے ان کی ادائیگیوں میں کمی لا کر کی جاسکتی ہے۔ تبدیلی برآمدات کی مالیت یا حجم میں اضافے یا درآمدات کی مالیت یا حجم میں کمی کی صورت میں ہوسکتی ہے۔

برآمدات کی مالیت میں اضافہ کے ذریعہ آمدنی میں اضافہ سے ایک ہی سطح کارکردگی کے باوجود زیادہ زرمبادلہ حاصل ہوسکتا ہے۔ مزید برآں اس سے برآمدکنندگان کی آمدنی اور نمو میں اضافہ ہوسکتا ہے۔ برآمدات کے حجم میں اضافے سے کارکردگی اور ملازمتوں کے مواقع زیادہ ہو جاتے ہیں جن کے نتیجہ میں آمدنی بھی زیادہ ہوتی ہے۔ درآمدات کے حجم میں کمی سے، پاکستان میں ترقی کی موجودہ سطح کے پیش نظر، تنزلی کے رجحانات پیدا ہونے کا اندیشہ ہوسکتا ہے یعنی معاشی سرگرمیاں سست ہوسکتی ہیں اور ملازمتوں، آمدنیوں اور نمو پر مضر اثرات پڑتے ہیں۔

جہاں تک غیر تجارتی فہرستوں کا تعلق ہے، کرنٹ اکاؤنٹ کے خسارے میں کمی کے یہ طریقے ہوسکتے ہیں: قرضوں کی ادائیگی کے ذریعہ سود کی ادائیگی میں کمی، قرضوں کی معافی، مستقبل کی کسی طرح کی ذمہ داریوں کے بغیر کھپت یا سرمایہ کاری کے لئے وسائل کا اجراء، قرضوں کی ری شیڈولنگ کے ذریعہ ذمہ داریوں کی آئندہ نسلوں کو منتقلی۔ ان ذمہ داریوں کا بوجھ اس طرح کم کیا جاسکتا ہے کہ اجراء کئے گئے وسائل ایسے اثاثوں کی تعمیر پر خرچ کئے جائیں جن سے آمدنی ہوتی رہے۔

بچتوں کا خسارہ کم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ یا تو بچتوں میں اضافہ کیا جائے یا سرمایہ کاری میں کمی کی جائے۔ بچتوں میں اضافہ سے حاصل ہونے والی رقوم سرمایہ کاری کے لئے کام میں لائی جائیں، جس سے ملازمتوں اور آمدنی میں اضافہ ہوسکتا ہے۔ کارکردگی میں اضافہ سے برآمدات کی جائیں تو کرنٹ اکاؤنٹ پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ سرمایہ کاری میں کمی سے پیداوار، ملازمتوں اور آمدنی میں کمی ہوتی ہے۔ پیداوار میں کمی سے برآمدات اور مجموعی طور پر نمو پر مضر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

افراط زر میں کمی اس طرح لائی جاسکتی ہے کہ لاگت میں اضافے یا طلب زیادہ کرنے والے عوامل پر قابو پایا جائے۔ اول الذکر کے لئے رسد کے پہلو میں مداخلت ضروری ہوتی ہے اور پیداواری لاگت میں کمی کرنا پڑتی ہے۔ جس سے مصنوعات کی مسابقت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ موخر الذکر کے لئے طلب کے پہلو میں مداخلت کی جاتی ہے جس کا طریقہ قوت خرید اور کھپت میں کمی لانا ہے۔ جہاں کھپت کی سطح پہلے ہی گزارے کے معیارات سے کم ہو، اس میں مزید کمی سے غذائیت اور صحت پر مضر اثرات مرتب ہوتے ہیں اور سماجی استحکام کمزور پڑ جاتا ہے۔

خاکہ نمبر 2: نمو کی اوسط شرحیں

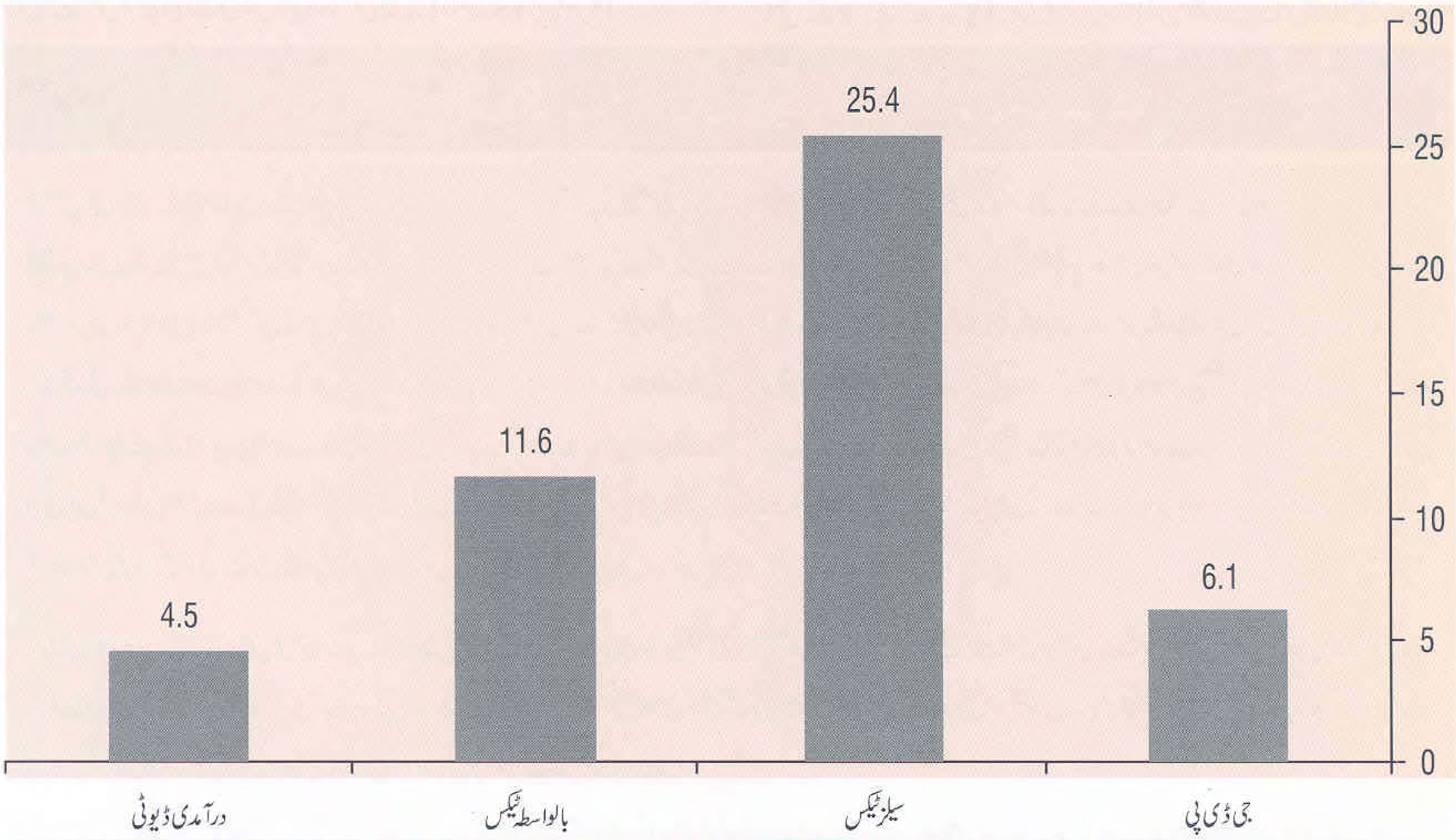

خاکہ نمبر 3: سیلز ٹیکس اور درآمدی ڈیوٹی سے حاصل ہونے والی رقوم کا رجحان

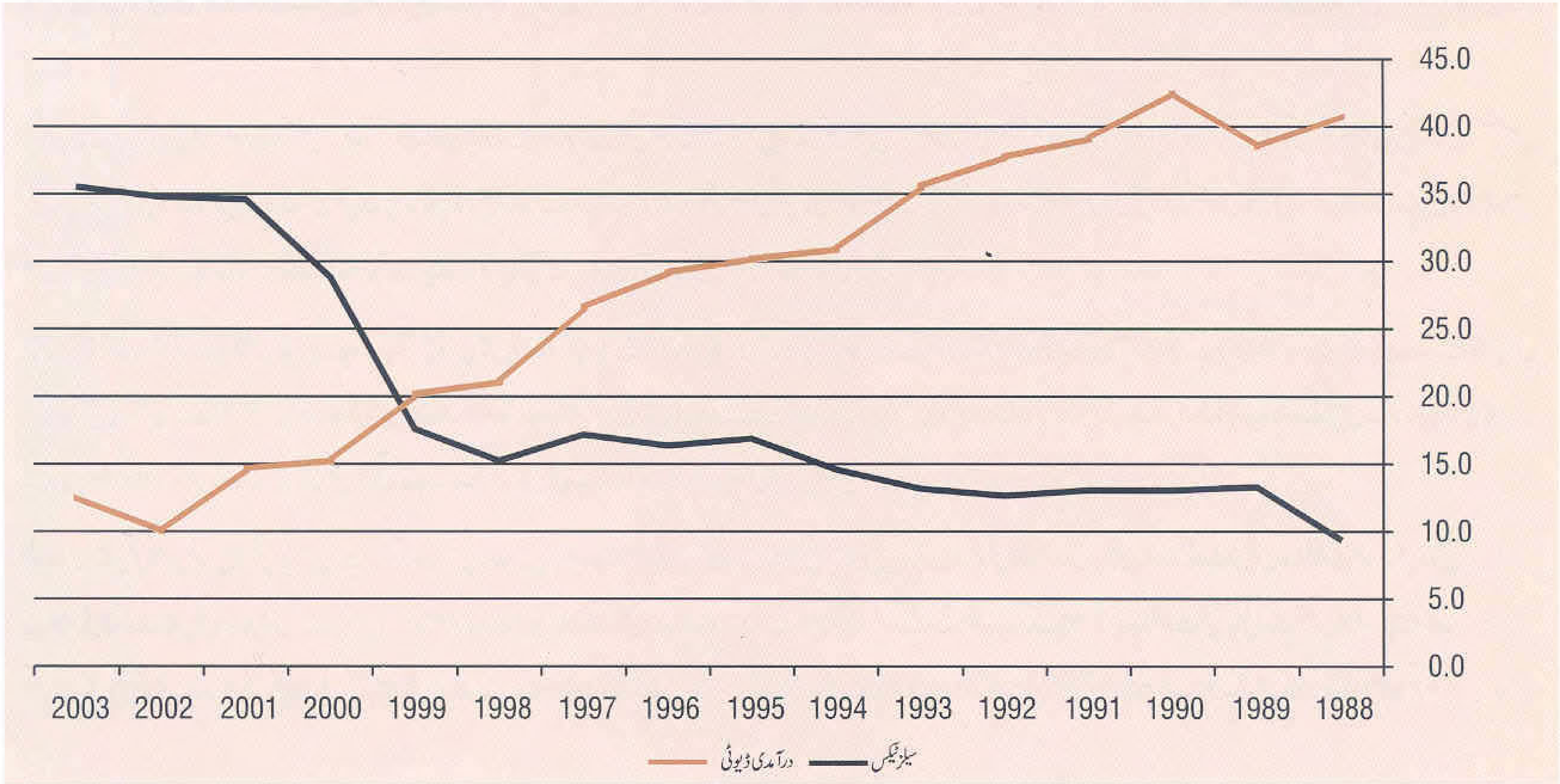

جدول نمبر 9: اخراجات میں حقیقی سالانہ اضافہ

مالی سال	تعلیم	صحت	صحت عامہ	کل
1982	7.8	10.0	14.0	9.3
1983	19.3	7.3	8.3	14.5
1984	5.7	23.7	6.7	9.8
1985	19.8	7.7	-8.4	12.1
1986	33.8	17.8	13.1	27.2
1987	25.7	66.0	40.4	36.2
1988	-8.9	-20.2	17.3	-8.6
1989	-4.2	-5.6	-28.7	-8.5
1990	2.8	2.8	-3.6	2.0
1991	3.4	5.7	45.8	9.0
1992	6.0	-10.0	-9.1	-0.1
1993	1.3	3.3	8.4	2.7
1994	6.6	-2.0	-21.8	0.5
1995	11.1	11.1	6.5	10.5
1996	9.5	9.8	16.5	10.4
1997	-5.1	-3.4	-23.7	-7.0
1998	-2.2	-2.7	10.0	-1.1
1999	-1.8	-4.7	12.8	-0.8
2000	5.4	10.5	-3.1	5.3
2001	-6.8	-2.6	-20.3	-7.5
2002	3.5	6.3	-22.5	1.6
2003	7.0	3.1	-5.9	5.1
اوسط شرح اضافہ مجموعی				
1982-88	14.7	16.0	3.1	14.4
1988-99	1.5	-1.3	2.5	0.7
1999-03	1.5	2.5	-7.8	0.8
	6.3	6.1	2.4	5.6

ماخذ: ایس پی ڈی سی ایسٹیمیٹس

ہے کہ بجٹ خسارہ کم کرنے کے لئے بالواسطہ ٹیکسوں میں اضافہ کیا جاتا ہے اور ترقیاتی سرگرمیوں اور سماجی شعبے کے اخراجات میں کمی کی جاتی ہے۔

1988ء سے 2003ء کے عرصہ میں جی ڈی پی میں 4.5 فیصدی اضافہ ہوا ہے جبکہ بالواسطہ ٹیکسوں میں 12 فیصدی اضافہ ہوا۔ بالواسطہ ٹیکسوں میں شامل سیلز ٹیکس سے حاصل ہونے والی آمدنی میں 25 فیصدی اضافہ ہوا اور درآمدی ڈیوٹی سے ہونے والی آمدنی میں 6 فیصدی اضافہ ہوا۔ [ملاحظہ ہو خاکہ نمبر 2] اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجموعی محاصل میں سیلز ٹیکس کا حصہ جو 1988ء میں 10 فیصدی تھا 2003ء میں بڑھ کر 35 فیصدی سے بھی زیادہ ہو گیا جبکہ درآمدی ڈیوٹی کا حصہ جو 1988ء میں 40 فیصدی تھا کم ہو کر تقریباً 15 فیصدی رہ گیا۔ [ملاحظہ ہو خاکہ نمبر 3] اس ردوبدل سے ملکی صنعت کی درآمدی اشیاء کے ساتھ مسابقت کی اہلیت پر مضر اثرات مرتب ہوئے۔

رواں اور ترقیاتی اخراجات کے رجحانات پریشان کن ہیں۔ اس سے پہلے ترقیاتی اخراجات اور سماجی شعبے کے اخراجات میں کمی کی وجہ وسائل کی مجبوریاں بتائی جاتی تھیں۔ تاہم مالی سال 2003ء میں وسائل کی موجودگی کے باوجود ترقیاتی اخراجات میں کمی دیکھنے میں آئی۔ اس سال کی رپورٹ میں بتایا گیا کہ محاصل کی مجموعی تحصیل

بجٹ میں متعین کئے گئے ہدف سے 4 فیصدی یعنی 26.7 ارب روپے زیادہ ہوئی اور قرضوں پر سود کی ادائیگی کے اخراجات میں 11.1 فیصدی یا 32.3 ارب روپے کی بچت ہوئی۔ اس طرح مالی وسائل تقریباً 59 ارب روپے ہوگئے۔ اس کے باوجود بجٹ میں متعین اخراجات کے مقابلے میں حقیقی رواں اخراجات میں 65 روپے کا اضافہ اور حقیقی ترقیاتی اخراجات میں 14 ارب روپے کی کمی ہوئی۔

7۔ کرنے کا کام

مندرجہ بالا حالات میں عدم مساوات اور افلاس کے خاتمے کے لئے عزم مصمم اشد ضروری ہے اور منتخب عوامی نمائندوں کی حیثیت سے اراکین پارلیمنٹ ترقیاتی سرگرمیوں سے متعلق پالیسی سازی اور بجٹ میں رقوم فراہم کرنے کے سلسلہ میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ اراکین پارلیمنٹ بجٹ سازی میں موثر کردار ادا کریں تاکہ وہ تخفیف افلاس کے لئے ترقیاتی سرگرمیوں کے رقوم مختص کرنے کے عمل پر اثر انداز ہوسکیں۔

بجٹ کو غریبوں کے حق میں بنانے کے لئے مندرجہ ذیل تجاویز پیش خدمت ہیں:

1۔ بلاواسطہ ٹیکسوں کے بالواسطہ ٹیکسوں سے[3] تناسب میں جو فی الوقت 20:80 ہے بھرپور تبدیلی کرکے بلاواسطہ ٹیکسوں میں اضافہ کیا جائے۔ بالواسطہ ٹیکسوں کا بوجھ اس طرح کم کیا جاسکتا ہے کہ سیلز ٹیکس میں نصف سے زیادہ تخفیف کردی جائے۔

2۔ مجموعی اخراجات میں رواں اخراجات کا حصہ کم کرنا چاہئے اور ترقیاتی اخراجات کا حصہ بڑھانا چاہئے۔

رواں اخراجات میں تین اہم شعبے شامل ہوتے ہیں: قرضوں پر سود کی ادائیگی، پبلک ایڈمنسٹریشن اور دفاع، قرضوں کی ری شیڈولنگ کی بدولت قرضوں پر سود کی ادائیگی تو کم ہوگئی ہے، پبلک ایڈمنسٹریشن پر ہونے والے اخراجات اس طرح کم کئے جاسکتے ہیں کہ مشترکہ فہرست میں شامل موضوعات سے متعلق وفاقی وزارتیں ختم کر دی جائیں۔ دفاع سے متعلق اخراجات کی تفاصیل کی اشاعت عام ہونی چاہئے، کم از کم غیر جنگی کارروائیوں سے متعلق اخراجات عوام کے علم میں ہونے چاہئیں اور جہاں جہاں ممکن ہو اخراجات میں تخفیف کی جائے۔ اس طرح مندرجہ بالا شعبوں میں رقوم کی جو بچت ہو وہ بنیادی سہولتوں، ہاؤسنگ، تعلیم اور صحت کے شعبوں کو منتقل کی جائے۔ ترقیاتی بجٹ کا حجم جی ڈی پی کا کم از کم 5 فیصد یعنی 250 ارب روپے سے زیادہ ہونا چاہئے۔ (2003-04ء کے بجٹ میں ترقیاتی اخراجات 160 ارب روپے تھے جو جی ڈی پی کا تقریباً 3.6 فیصدی بنتے ہیں)۔ فوری ریلیف بہت ضروری ہے اور یہ مقصد گندم پر سب سڈی میں بامقصد اضافے سے حاصل ہوسکتا ہے۔ روزافزوں علاقائی عدم توازن کی طرف بھی توجہ دی جانی چاہئے اور سندھ اور بلوچستان کو دیہی ترقی کے لئے خصوصی ترقیاتی گرانٹس دی جانی چاہئیں۔

3۔ ودہولڈنگ ٹیکس کے بالواسطہ عنصر کا خلاصہ

پلڈاٹ
پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ
اینڈ ٹرانسپیرنسی

A-5 ظفر علی روڈ، گلبرگ V، لاہور۔ 54000، پاکستان
فون: 345 123 111 (42-92+) فیکس: 1551 575 (42-92+)
یو آر ایل: www.pildat.org ای میل: info@pildat.org